ساحرصدیقی کی نعت ومنقبت نگاری

ڈاکٹرغلام اکبر،صدرشعبۂ فارسی،جی سی یونی ورسٹی،فیصل آباد
نثاراحمد،ایم فل سکالر،جی سی یونیورسٹی،فیصل آباد

Abstract

Na'at and Manqabat are important genre of urdu poetry. Sahir Siddiqui is an important poet of Na'at and Manqabat in this article, features of Sahir Siddiqui's Na'at and Manqabat have been discussed with reference to themes and diction.

سرزمین جھنگ ایک مردم خیز خطہ ہے۔قیام پاکستان کے بعداس خطے نے بہت سی ایسی شخصیات پیدا کی ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی ایک شناخت رکھتی ہیں اور پوری دنیا میں جھنگ اور پاکستان کی پہچان کا وسیلہ ہیں۔شعروادب کے میدان میں بھی اس خطے نے بھرپور کردارادا کیا۔مجیدامجد،جعفرطاہر،شیرافضل جعفری،غلام محمد رنگین،رام ریاض،عبدالعزیز خالد،معین تابش شعروسخن سے متعلق ایسے نام ہیں جو معاشرتی اعتبار سے انتہائی پسماندہ شہر جھنگ سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ پچاس کی دہائی میں اس خطے نے ایک ایسے شخص کو بھی اپنی گود میں پناہ دی جو جالندھر سے ہجرت کرکے آیا تھا۔جس کی شاعری اورسوز کو جلا اسی شہر نے بخشی تھی۔جالندھر سے ہجرت کرکے جھنگ میں آباد ہونے والا شاعر ساحرصدیقی تھا جس نے قلیل عرصہ میں خوب نام کمایا اور کم عمری اور قلیل وقت میں اپنے عہد کا نامورشاعر بن گیا۔

ساحرصدیقی کا اصلی نام ''غنیمت علی'' تھا۔ساحر تخلص کرتے تھے جب کہ شعروادب کی دنیا میں ساحر صدیقی کے نام سے شہرت پائی۔آپ ۱۵ جون ۱۹۲۶ءکو جمعرات کے دن محلّہ درگاہ حضرت خواجہ امام ناصرالدینؒ چشتی جالندھرشہر(مشرقی بھارت،پنجاب)میں پیدا ہوئے۔

محمدطفیل ناصری نے ساحرصدیقی اوران کے بزرگوں کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے''ذکرپاکاں؛ میں لکھاہے:

> ''ساحرصدیقی (مرحوم) جن کا نام غنیمت علی تھا ۱۵ جون ۱۹۲۶ءکو بروز جمعرات خانوادہ سجادگان درگاہ حضرت خواجہ امام ناصرالدینؒ چشتی جالندھرشہر(مشرقی بھارت، پنجاب) میں

حضرت خلیفہ محمد صدیق صاحب ناصری کے ہاں پیدا ہوئے۔"[۱]

ارشد قریشی نے "جامِ حیات" کے ابتدائیہ میں ساحر صدیقی کی پیدائش اور نام کی بابت فٹ نوٹ میں یوں لکھا ہے:

"غنیمت علی، ساحر صدیقی مرحوم ولادت ۲۵ جون ۱۹۲۶ء وصال ۱۲ اگست ۱۹۵۹ء۔"[۲]

یادگار ساحر صدیقی مرتبہ محمد حیات خان سیال میں ساحر صدیقی میں ساحر کی پیدائش اور نام یوں درج ہے۔

" ساحر صدیقی اردو کے ابھرتے ہوئے شاعر تھے جنھیں موت نے عنفوانِ شباب ہی میں آغوش میں لے لیا۔ نام غنیمت علی ۱۵ جون ۱۹۲۶ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔"[۳]

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی وصف کے ہیں۔ نعت (ن۔ع۔ت) بالفتح (مونث) عربی زبان کا ایک مادہ ہے۔ عربی زبان میں یہ لفظ اس وقت بالخصوص استعمال کیا جاتا ہے جب کسی کے وصف میں مبالغہ سے کام لیا جائے۔ فارسی زبان میں لفظ "نعت" مطلق وصف اور ثنائے رسول ﷺ دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے جب کہ اردو زبان میں عربی اور فارسی کی تقلید کا اثر ہے کہ نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول ﷺ دونوں معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے مگر زیادہ مستعمل معنی ثنائے رسول ﷺ ہیں۔ فرہنگ عامرہ میں یوں لکھا ہے۔

نعت: تعریف، صفت، سردارِ دو عالم کی منقبت، جمع نعوت[۴]

"نور اللغات" صفحہ ۶۸۱ پر لکھا ہے یہ لفظ بامعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آنحضرت ﷺ کی ستائش وثنا کے لیے مخصوص ہے۔"[۵]

مگر اردو میں یہ لفظ ایک مخصوص اصطلاح کی حیثیت رکھتا ہے۔ زبانِ اردو میں اس سے نبی اکرم ﷺ کی تعریف ومدح مراد لی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہر وہ کلام جس میں حضور اکرم ﷺ سے اپنی وابستگی، محبت کا اظہار کیا گیا ہو یا ان کی مدح بیان کی گئی ہو "نعت" کہلاتا ہے۔ ممتاز حسین کے مطابق:

"میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے قریب لائے۔ جس میں حضور ﷺ کی مدح یا حضور ﷺ سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکرِ نبوت ﷺ کی صوری محاسن سے لگاؤ کے بجائے مقصدِ نبوت ﷺ سے دل بستگی پائی جائے جس میں جنابِ رسالت مآب ﷺ سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور ﷺ کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔ وہ مدح یا خطاب بالواسطہ، وہ شعر نظم ہو یا غزل قصیدہ ہو یا مثنوی، رباعی ہو یا مثلث مخمس ہو یا مسدس اس نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ نعتیہ کلام کی معنوی قدر وقیمت کا دارومدار اس کے نفسِ مضمون پر ہے۔ اور اگر اس کا مقصد ذاتِ رسالت ﷺ کی حقیقی عظمت کو واضح کرنا اور آقائے دو جہاں ﷺ کی بعثت کی جو اہمیت نوعِ انسانی اور جملہ موجودات کے لیے ہے اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کا

مستحق ہے۔''۶

گویا کہ نعت کے لیے نبی اکرم ﷺ کا نام نامی بیان ہونا ضروری نہیں بلکہ شعر میں کوئی پہلو موجود ہو جو ہمیں نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کی طرف توجہ دلائے وہ نعت ہی ہے۔ مدح نعت کا اہم موضوع ہے کیوں کے دور رسالت کے مسلمانوں نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں کفار کی طرف سے ہونے والی گستاخیوں کے جواب میں نعت لکھ کر آپ ﷺ کی عظمت کو بیان کیا تھا۔ اس لیے صحابہ کرام نے کفات کی سازشوں کے جواب میں آپ ﷺ کے حسب نسب، سیرت، کردار، شجاعت، سخاوت، دیانت، امانت صداقت اور عدل، غزوات، معجزات کے بیان کے ساتھ ساتھ ظاہری و باطنی حسن اور دوسرے انبیا پر فضیلت کے جو جو پہلو بیان کیے ہیں ان سے ہمیں نعت کے موضوعات کی وسعت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ نعت ایک ایسی صفت سخن ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کی ذات سے متعلق تعریف و توصیف پر مبنی نوع بہ نوع مضامین ہیں اگر چہ نعت گو کا مرکزی نکتہ نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے ذرا سی لغزش نعت کو کفر کے زمرے میں لا سکتی ہے۔ گویا نعت گوئی کا سفر پل صراط کی طرح ہے۔ بے حد احتیاط کی ضرورت ہے۔ ذرا سی لغزش خیال و الفاظ اور ایمان و عمل کو غارت کر دیتی ہے۔ نعت کہنے کے لیے عشق رسول، اور حفظ مراتب بے حد ضروری ہے۔ اگر یہ دونوں خوبیاں ہوں تو شاعر انتخاب الفاظ اور برمحل تشبیہات و استعارات سے ایک عمدہ نعت کہہ سکتا ہے۔

نعت کہنے والے شاعروں کی دو بڑی قسمیں ہیں ایک وہ جو رسماً نعت کہتے ہیں کہ ہمارے کلاسیک اپنی غزل نظم، دواوین، مثنوی وغیرہ کے مجموعوں کے آغاز میں لکھا کرتے تھے۔ دوسرا طبقہ حقیقی نعت گوؤں کا ہے۔ جنہوں نے نعت گوئی کو باقاعدہ فن کے طور پر اپنایا۔ ان میں امیر مینائی، علامہ اقبال، الطاف حسین حالی، بیدم وارثی، ظفر علی خان، حافظ مظہر الدین، عاصی کرنالی اور حفیظ تائب، ماہر القادری بڑے خاص نام ہیں۔ ساحر صدیقی نے بھی نعت کو رسمی طور پر نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں اپنایا تھا اور اپنے فن کا اس میں بھرپور اظہار کیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اردو نعت لکھنے والوں میں ضیاؑ القادری، بہزاد لکھنوی، ماہر القادری، شمس مینائی، درد کاکوروی، محمد ذکی کیفی، میر افق کاظمی امروہی، راجہ محمد عبداللہ نیاز، اسد ملتانی زیادہ نمایاں ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد پہلی دہائی میں نعت لکھنے والوں میں ساحر صدیقی بھی شامل ہیں۔ ساحر کی نعت گوئی کا آغاز تو قیام پاکستان سے پہلے ہی ہو گیا تھا مگر شہرت اور پذیرائی قیام پاکستان کے بعد ہوئی ساحر کی نعت میں متنوع اوصاف پائے جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے محبت و عقیدت تو ہر نعت کا لازمی جزو ہے مگر موضوع کے اعتبار سے ساحر کی نعت کو مختلف خانوں میں تقسیم کی جا سکتا ہے۔

ساحر صدیقی کے نعتیہ سرمائے میں سرفہرست وہ نعتیں ہیں جن میں ساحر نے توصیفی انداز اپنایا ہے۔ یہ توصیفی انداز یوں تو ہر نعت میں ہے مگر مکمل نعت میں اس کا اظہار اس طرح سے ہوا ہے۔

ترا وجود ہی رحمت ہے دو جہاں کے لیے ترا دم ہی غنیمت ہے انس و جاں کے لیے
تمہارا نام زبان پر رہے تو اچھا ہے کہ اس بڑھ کے مبارک ہے کیا زباں کے لیے

سرور کائناتﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے ساحر صدیقی نے ان کے اوصاف حمیدہ کو بالخصوص موضوع بنایا ہے۔ نبی اکرمﷺ کی ذات اقدس میں پائی جانے والی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے مبالغہ سے ہرگز کام نہیں لیا بلکہ وہی اوصاف حمیدہ بیان کیے ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ آپﷺ کے معجزات کا بیان ہو یا آپﷺ کے کردار میں پائی جانے والی خوبیوں کا کہیں بھی عقیدت اور محبت نے اس مقام و مرتبہ سے تجاوز نہیں کیا جہاں خود نبی اکرمﷺ کی ذات مبارک فائز ہے۔

یہ شان پیمبر ہے یہ معراج بشر ہے دشمن بھی پکارے تو میں کہہ کے پکارے
میں جہاں جہاں ہوا ہوں تیرے نام سے سوالی تیری رحمتوں نے بڑھ کر میری آبرو بچالی

ساحر نے نبی اکرمﷺ کی عظمت اور بزرگی بیان کرتے ہوئے ان کی نسبت کو بھی اپنے لیے کامیابی کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ ساحر کے نزدیک زندگی کے اسرار ورموز سے ناآشنا بے تاب و بے قرار رہتا جسے آپ کا قرب حاصل ہو جائے اور جس پر آپ کی نظر عنایت ہو جائے تو اس پر زندگی کے راز کھل جاتے ہیں، اس جیسا خوش قسمت کوئی نہیں ہوتا ساحر کو یقین تھا اس لیے وہ کہتے ہیں۔

کھلتے گئے نگاہ پر آئین بندگی ساحر بس ایک نسبت خیر البشرﷺ کے بعد
خدا کا بھید نبیﷺ ہیں نبیﷺ ما بھید خدا یہ بات ہوگی زمانے پہ حشر میں روشن

ساحر کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ نبی اکرمﷺ کی توجہ حاصل ہونے سے دین و دنیا میں کامیابی ہے۔ آپ کی نظر عنایت سے مشکل آسانیوں میں ناکامیاں کامیابیوں میں بدل جاتی ہیں یہاں تک کہ:

ڈوبنے والے پہ جب ان کی نگاہیں پڑ گئیں موج کشتی بن گئی طوفان کنارے ہو گئے

ساحر نے نبی اکرمﷺ کی ذات اقدس سے اپنی وابستگی کو بیان کرنے اور اپنی عقیدتوں کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان معجزات کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جن کے آپﷺ کی زندگی میں عمومی اور خصوصی حوالے موجود ہیں۔ آپﷺ کے معجزات کو بیان کرے ہوئے بھی کلام ساحر میں عقیدت و محبت میں فراوانی ہے۔

درِ خیبر کیا زمانے کو ہلا سکتا ہے یا نبیﷺ جس کو میسر ہو سنبھالا تیرا
کوئی مومن انہیں دیکھے تو بنے بندۂ خاص اور کافر انہیں دیکھے تو مسلمان ہو جائے
چاہیں تو وہ سورج لوٹا دیں چاہیں تو قمر کو دو کر دیں پابند خدا کی مرضی کی پابند خدائی ہوتی ہے
قریب ساقی کوثر رہو تم اے ذرو یہ قرب وہ ہے تمہیں آفتاب کردے گا

ساحر کی نعتوں میں ہمیں عشقیہ انداز بھی خوب ملتا ہے۔ ساحر صدیقی ہمہ تن عشق و مستی میں ڈوبے سچے عاشق رسولﷺ تھے نعت ان کی نزدیک صرف نبی اکرمﷺ کہ تعریف ہی نہیں بلکہ اپنی سچی عقیدت کے اظہار کا

وسیلہ بھی تھی اس لیے ان کے نزدیک نعت کہنے کے لیے جو پیمانہ ہے وہ بھی خاص ہے۔ ان کے نزدیک در رسول ﷺ کی حاضری دنیا کی ہر دولت سے اعلیٰ ہے۔

اس سے بڑھ کر مرتبہ ساری خدائی میں نہیں جان و دل سے سرورِ دیں کی غلامی چاہیے
دولتِ دنیا کے بدلے سیرِ جنت کی بجاء آپ ﷺ کا در آپ ﷺ کی ذات گرامی چاہیے
نعت کہنے کے لیے ساحر وفورِ شوق میں دردِ حافظ، سوزِ رومی، عشقِ جامی چاہیے

ساحر صدیقی کا انتقال ۱۹۵۹ء میں ہوا ان کی وفات تک کوئی مجموعہ نہ چھپا تھا۔ ''جام حیات'' ان کی وفات کے بعد ارشد قریشی نے ۱۹۶۴ء میں شائع۔ مگر ساحر اپنی زندگی میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی بدولت ہی شہرت پا چکے تھے۔ ساحر کے لیے درِ نبی ﷺ کے سوا کوئی در نہیں جہاں اسے عزت و وقار حاصل ہو۔ وہ اپنی زندگی میں دکھوں کا مداوا، نبی اکرم ﷺ کے طفیل چاہتے ہیں۔ اس لیے ساحر کے نزدیک نعت کی تعریف یہ ہے۔

ثنا و نعت کے معنی یہی تو ہیں ساحر
وفورِ شوق میں ہو کوئی ہم کلام رسول ﷺ

استغاثہ و استمداد کے پہلو کلام ساحر میں کئی مقامات پر ملتے ہیں۔ کیوں کہ ساحر کے نزدیک وہی ذات ہے جو ہر غم سے نجات دلا سکتی ہے۔ اسی یقین سے وہ درِ نبی ﷺ کھٹکھٹاتا ہے۔

اسی یقین و گماں پہ ساحر درِ نبی ﷺ کھٹکھٹا رہا ہوں
کبھی تو قسمت کھلے گی اپنی تو اپنا سلام ہوگا

ساحر صدیقی کی نعتیہ شاعری میں ہمیں تعریف و توصیفِ محمد عربی ﷺ کے ساتھ ساتھ قوم کی زبوں حالی او حالات کی تلخیوں کا بیان بھی ملتا ہے گویا ان کی نعتیں محض عقیدت و محبت کے مضامین نہیں استغاثہ بھی ہیں۔ یہ استغاثہ و استمداد اپنی حالت زار کو بیان کرتے ہوئے بھی کیا ہے اور ملت کے اجتماعی مسائل کو پیش کر کے بھی حضور اکرم ﷺ سے مدد چاہی ہے۔

المدد اے کشتیٔ دیں کے نگہبان المدد زد میں طوفاں کی ہے امت کا سفینہ آج کل
یا محمد ﷺ اک نگاہ خاص معمورِ کرم ورنہ مشکل ہے تیرے ساحر کا جینا آج کل
ایک صورت پہ ٹھہرنے نہیں دیتی مجھ کو ہائے یہ گردشِ حالات مدینہ والے
جسے بھی ہے بھروسا مصطفیٰ کی ناخدائی پر اسے موج و تلاطم میں کنارا مل ہی جائے گا

ساحر صدیقی کی زندگی مسائل اور مشکلات میں گھری تھی انھوں نے اپنی مشکلات کے حل کے لیے نبی اکرم ﷺ کے حضور فریاد و فغاں کرتے ہوئے استغاثہ ایسے انداز میں ہے کہ پڑھنے والا کو اپنے دل کی آواز معلوم ہے اور ساحر کی التجا کو اپنی فغاں قرار دیتا ہے۔

زمانے کے غم اور اک جانِ ساحر دہائی ہے اے غم گسارِ مدینہ

سہار شہنشاہ عالم سہارا میری زندگی مات کھائی ہوئی ہے
کبھی خستہ حال ساحر کی طرف بھی اک نظر ہو اے دل ونظر کا داتا اے دل ونظر کے والی

ساحر نے یہ استغاثہ اور فریادیں بے یقینی کے عالم میں نہیں کیں بلکہ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ ان کی دعائیں جل نہیں تو بدیر قبول ضرور ہوں گی رحمت دو جہاں کے در اقدس سے وہ خالی نہیں لوٹے گا۔اسی یقین کے ساتھ وہ اپنی مناجات پیش کرتے ہیں۔ان کا یقین ان اشعار سے واضح ہے۔

بقدر ظرف مل جاتی ہے سب کو دولت مستی در پیر مغاں سے کب کوئی ناکام آتا ہے
ترا یقین ترا اشتیاق اے ساحر تجھے حضور نبی ﷺ باریاب کردے گا

ساحر کے دل میں عشق نبی ﷺ کی سچی لگن تھی۔انھوں نے اسی کا اظہار نعت میں کیا ہے۔وہ جانتے تھے کہ جس ذات عظیم کی تعریف وتوصیف بیان کررہا ہوں۔وہ میری بیتابیوں سے ہرگز غافل نہیں ہے۔لہذا ساحر اس یقین کے ساتھ نعت گوئی پر آمادہ رہتے تھے کہ ذکر خیرالانام ﷺ ہے اور اس ذات بابرکت سے محبت والفت کا کوئی عام انعام نہیں ہوگا۔انھیں انعام ملا اور وہ یہ کہ:

میں پڑھتا ہوں رسول اللہ کی نعتیں ساحر مجھے انعام دینے صاحب ایمان آتا ہے
لوگو!ارلوگو!میرے قسمت کو سراہو سرکار ملے ہیں مجھے سرکار ملے ہیں

ساحر نے غزل بھی لکھی اور نظم بھی اگرچہ ان کی غزلیں اور نظمیں دونوں ہی بلند پایہ ہیں۔مگر ساحر نے اپنے غزلوں اور نظموں پر کہیں اظہار فخر نہیں کیا۔اگرچہ ساحر کی ملنے والی نعتوں کی تعداد غزلوں کے مقابلے میں کم ہے۔مگر عشق مصطفی ﷺ کا نتیجہ کہیے یا ساحر کی وارفتگی ووالہانہ پن کہ انھیں اپنی نعت گوئی پر ناز ہے۔وہ اپنی زبان و دہن،اپنی قسمت پر نازاں ہیں انھیں اس بات کا بھی یقیں ہے کہ نعت گوئی ہی ان کی قسمت بدل سکتی ہے اور وہ فیضان نظر سے اس مقام تک پہنچ سکتے ہیں جو عام آدمی کے تصور سے بالا ہے وہ برملا کہتے ہیں:

یہ رنگ نعت یہ تیری عقیدتیں ساحر ہیں یہ نقوش بقا عمر رائیگاں کے لیے
درود نعت کے گجروں سے گردامن سجا ہوگا شفاعت کے لیے بخشش کا یہ بھی آسرا ہوگا
ناز ہوتا جارہا ہے مجھ کو اپنے ذہن پر جب سے ان کے نام کو ورد زبان رکھتا ہوں
تمہارا نام زباں پر رہے تو اچھا ہے کہ اس سے بڑھ کے مبارک ہے کیا زباں کے لیے

ساحر کی نعتوں میں سادگی،سلاست اور پائی جاتی ہے۔اسی سادہ بیانی کا کرشمہ ہے کہ ان کی نعتیں پڑھنے والوں کو مسحور کرتی ہیں۔پھر یہ کہ ان کا ہر ہر شعر ومصرع کیف ومستی میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔محبت وعقیدت کا اظہار ساحر نے جس سادگی کے ساتھ کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کی نعتیں پڑھنے والوں پر بھی جذب ومستی کی کیفیت طاری کردیتی ہیں۔سچا عاشق رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے ان کی ہاں صحیح جذب وتڑپ ملتی ہے۔

ہم تو کسی کے اذن ورضا پر ہیں کاربند دنیا الجھ رہی ہے ثواب وگناہ میں

ساحر سکون دل کے لیے ہے یہ کیمیا سر کو جھکا دے بارگہ عز و جاہ میں
نبیوں کو رہی جن کی معیت کی تمنا قسمت سے ہمیں قافلہ سالار ملے ہیں
ہر ہر قدم پہ ہے تیری رحمت سے واسطہ دل کو نظر کے بعد، دعا کو اثر کے بعد

ساحر نے نعت رسول کے ساتھ ساتھ مدح ومنقبت بھی لکھی ہے۔ مگر جس طرح نعت لکھتے ہوئے عقیدت و محبت میں حدود سے متجاوز نہیں ہوئے اسی طرح صحابہ کرام اور اولیا عظام کی منقبت ومدح میں بھی انہی باتوں کو موضوع بنایا ہے جو تاریخ سے ثابت اور زبان ردعام ہیں۔ مدح ومنقبت اس لیے بھی زیادہ نازک کام ہے اس میں مبالغے کا امکان زیادہ ہوتا ہے مگر ساحر صدیقی کے ہاں ایسا نہیں ہے وہ صدیق اکبر کی مدح بیان کرتے ہوئے ان کا نبی اکرم ﷺ سے رشتہ بیان کرتے ہیں۔ ان کا قبول اسلام میں سبقت لے جانے اور سفر ہجرت میں ہمراہ ہونے پر ان کی قسمت کو سراہتے ہیں ہے۔

عرب کے بالغوں میں سب سے پہلے کیا تسلیم جس نے دین سرور ﷺ
بہر عنوان پرستار نبوت ﷺ وہ یار غار و صدیق اکبر
جسے مر کر بھی حاصل قرب مولا ہے اس کی شان کیا اللہ اکبر

اسی طرح خلیفہء ثانی حضرت عمر فاروق کی مدح ومنقبت بیان کرتے ہوئے ان کے عدل، انصاف، اور واقعہ نیل کو بیان کیا ہے۔ زبان سادہ، عام فہم انداز اور حقائق کا موضوع ہونا ایسے پہلے ہیں جو ان کی مدح ومنقبت کو بے نظیر بنا دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

بنائے اہل خرد نے عجب عجب قانون مگر خلیفہء دوم کی سلطنت کا نظام
اٹھا یہ خوف لب خشک نیل سے طوفاں ملا جو برہمی عمر کا اسے پیغام
انھیں کے دور میں حاصل تھا یہ عوام کو حق غلام اٹھ کے خلیفہ کو ٹوک دے سر عام

ساحر نے خلفائے راشدین کی مدح وتعریف بیان کرتے ہوئے عجز وانکسار کا انداز ضرور اختیار کیا مگر یہ عجز انہیں کسی بھی مقام پر بھٹکنے نہیں دیتا۔ صداقت، حقیقت اور زبان زد عام باتیں ہی مدح ومنقبت میں شامل ہیں۔ انھوں نے حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت امام حسین کی منقبت ومدح بھی لکھی ہے اور کربلا کے واقعہ پر بھی خون کے آنسو بہائے ہیں۔ مگر مبالغہ سے ہرگز کام نہیں لیا۔

لاریب وانسان مقدر کا دھنی ہے دلبند نبی جس کے ہوں غم خوار ونگہبان
کھائی ہے فرشتوں نے قسم جس کی حیا کی ایمان کی دولت نے غنی جس کو کیا

واقعہ کربلا کے حوالے سے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت کی قربانیوں کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

یزیدیت بزعم خویش دراتی رہی لیکن اماموں کی امامت اور بھی ہوتی گئی محکم

صدا آتی ہے اب تک کربلا کے ذرے ذرے سے شہیدوں کا لہو ہے اعتماد بخشش عالم

ساحر نے اولیا کرام کی مدح ومنقبت بیان کرتے ہوئے بھی حقیقت اور سچائی کا ہی راستہ اپنایا ہے۔ ان کی تعریف کرتے ہوئے ذات فیوض برکات میں پائی جانے والی خوبیوں تبلیغ اسلام کی کوششوں اوران کی کرامات کا ذکر بڑے سادہ مگر دل نشین پیرائے میں کیا ہے انہوں نے حضرت امام ناصر الدین، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت داتا گنج شکر جیسے جلیل القدر بزرگان دین کی مدح ومنقبت میں اپنی محبت وقلبی وابستگی کی وجہ ان بزرگوں کی بارگاہ ربّ کائنات میں باریابی لکھی ہے۔

ساحر قدرت کی طرف سے شاعرانہ صلاحیت لے کر آئے تھے۔ نہ صرف تخلیقی جوہر ہم عصروں سے نمایاں تھے بلکہ ہم آہنگی بھی ان کی نعتوں میں نمایاں طور پر ملتی ہے۔ عشق نبی ﷺ میں بے خودی جوش عقیدت اور دردمندی نے ان کی نعت میں کیف وتاثیر کا رنگ بھر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ساحر اپنے وقت میں اعلیٰ درجے کے نعت گوؤں میں شمار ہوتے تھے۔ ساحر نے نعت گوئی کے لیے غزل کی ہیئت کو اپنایا۔ وہ خود بھی نعت پڑھتے تھے ترنم سے نعت پڑھنے کے لیے غزل کی ہیئت ہی موزوں تھی۔ مزید یہ کہ ساحر کی نعتیہ شاعری میں ردیف کا التزام بالعموم ہے جو کہ لے کو اور بھی تیز کرتا ہے

اسی طرح منقبت ومدح میں بھی ساحر صدیقی اپنی حدود اور ممدوح کے مقام ومرتبہ سے کسی طرح تجاوز نہیں کرتے۔ انہوں صحابہ کرام کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے انھی خوبیوں کو ہی سراہا اور خراج تحسین پیش کی ہے۔ جو تاریخ سے ثابت اور ہر عام وخاص کے علم میں ہیں۔ منقبت ومدح میں بھی وہ محتاط انداز اپناتے ہوئے تعریف کرتے ہیں۔ یہی کیفیت ہمیں اولیا کرام کی مدح ومنقبت میں نظر آئی۔ ساحر کی نعت گوئی کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں اس ماحول کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا۔ جس میں ساحر کی تربیت ہوئی۔ درگاہ امام ناصر الدین کی سرور آفریں فضا اور مسٹر رحیم بخش کی بیٹھک میں آنے والے علما، صوفیا اور شعرا کی تربیت ونصیحت انہیں حاصل رہی۔

مولانا حضرت نواب الدین چشتی حیرت شاہ وارثی، بیدم وارثی، حفیظ جالندھری دیگر اہل اللہ کا اکثر وہاں آنا جانا تھا۔ ان اصحاب کے آمد ورفت کا ساحر کی نعت گوئی پر غیر محسوس اثر ہوا۔ عشق وارفتگی، مستی وبے خودی کے پہلو یقیناً ان بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوئے ہوں گے ساحر صدیقی نے نعت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام اور بزرگان دین کی منقبت ومدح بھی لکھی ہے۔ ساحر کی عقیدت نے انہیں کسی ایک مقام پر محدود نہیں کیا تھا بلکہ خلفائے راشدین کی عظمت وبزرگی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ نواسہ رسول ﷺ کی شان کو بھی بقدر وسعت فکر پیکر الفاظ پیش کیا ہے۔ مگر ساحر کہیں بھی جذبات کی رو میں بہہ کر مقصد سے غافل نہیں ہوئے۔ سادہ الفاظ، سچی لگن اور عام فہم انداز میں ساحر نے سب کچھ لکھا ہے یہ نعتیں، منقبت ومدحت ہی ساحر کی زندگی کا سرمایہ ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ ناصری، محمد طفیل، ذکر پاکاں، (لاہور: مظفر پرنٹرز، ۲۰۱ سرکلر روڈ ۱۹۸۰ء)، ص ۲۹۲
۲۔ ارشد قریشی، ایم اے (مرتبہ)، جام حیات، (لاہور: مکتبہ خیال اندرون موری گیٹ، ۱۹۶۴ء)، ص ۵
۳۔ سیال، محمد حیات خان، حکمت ادیب، یادگار ساحر صدیقی، (حلقہ ارباب غالب جھنگ صدر ۱۹۷۹ء)، ص ۵
۴۔ خویشگی، محمد عبداللہ، فرہنگ عامرہ، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع سوم، ۲۰۰۷ء)، ص ۶۵۷
۵۔ نورالحسن نیر کاکوروی، مولوی، نور الغات، جلد چہارم، ص ۶۸۱ء
۶۔ ممتاز حسین، مشمولہ محفل، (ماہنامہ) خیر البشر ﷺ نمبر، مارچ ۱۹۸۱ء ص ۱۰

ماخذ:

۱۔ ارشد قریشی، ایم اے (مرتبہ)، جام حیات، لاہور: مکتبہ خیال اندرون موری گیٹ، ۱۹۶۴ء۔
۲۔ خویشگی، محمد عبداللہ، فرہنگ عامرہ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع سوم، ۲۰۰۷ء۔
۳۔ سیال، محمد حیات خان، حکمت ادیب، یادگار ساحر صدیقی، حلقہ ارباب غالب جھنگ صدر ۱۹۷۹ء۔
۴۔ ناصری، محمد طفیل، ذکر پاکاں، لاہور: مظفر پرنٹرز، ۲۰۱ سرکلر روڈ ۱۹۸۰ء۔

☆☆☆